## ڈاک خرچ ادارے کے ذمہ

# مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نئی تالیفات

### سیرت سید احمد شہید

ہندوستان کی پہلی عظیم تحریک جہاد اور تحریک اصلاح و تبلیغ کی مکمل تاریخ جس نے غیر منقسم ہندوستان میں ایمان و یقین، جہاد اور تزکیہ نفس کی فضا پیدا کردی، شرک و بدعت کی بیخ کنی کی اور احیائے سنت کا کام کیا۔ قیمت حصہ اول مجلد ۲۰/- حصہ دوم مجلد ۲۰/-

### شرق اوسط کی ڈائری

حضرت مولانا مدظلہ کے مصر و شام اور لبنان کے طویل سفر کا روزنامچہ جس کے مطالعہ سے ان ملکوں کی دینی، ادبی اور سیاسی تصویر سامنے آجاتی ہے۔ اہم شخصیتوں اور تحریکوں کا تعارف اور تاریخی تجزیہ۔ قیمت مجلد ۱۵/-

### منصب نبوّت

جس میں بنی نوع انسانی اور تمدن انسانی پر نبوت کے احسانات! انبیاء کرام کی امتیازی خصوصیات نبوت کے پیدا کردہ ذہن و مزاج اور طریقہ فکر، نبوت کے تیار کردہ انسانی نمونوں، نیز نبوت محمدی کے لافانی کارناموں اور ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے دور رس انقلاب انگیز اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت مجلد ۱۴/-

### دو ہفتے مغرب اقصیٰ (مراکش) میں

مولانا کے سفر مغرب اقصیٰ کے تجربات تاثرات، مشاہدات اور جذبات کی کیفیات کے دل آویز قصے نیز وہاں کے حالات و واقعات کی جیتی جاگتی تصویر۔ قیمت ۶/- روپے

(نوٹ) ان کتابوں کو منگانے والے حضرات پیشگی رقم ارسال فرمائیں تو ڈاک خرچ ادارے کے ذمہ ہوگا

ملنے کا پتہ:- **مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ**

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے تنویر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

# تذکرہ

## حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

ازمولانا سید ابوالحسن علی ندوی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کے مشہور مقبول بزرگ اور عالم اویس زمانہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۸ھ ۱۳۱۳) کے سوانح حیات، حالات و کمالات اور ارشادات و ملفوظات پر مشتمل ہے۔

کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضرت مولانا کی صحبت میں بیٹھا ہوا ہے اور درد و محبت کی وہ آنچ اس کو بھی محسوس ہو رہی ہے جو مولانا کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

وہ حضرات جو درد و محبت کے جویا اور اہل یقین کے طالب ہیں ان کے لیے یہ کتاب بیش قیمت تحفہ ہے۔

—— قیمت ——

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

ورضوان من الله اکبر
اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے

ماہنامہ

# رضوان

لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

137

دفتر ماہنامہ "رضوان" لکھنؤ

R. No 2416/57

L/W NP. 58

ماہنامہ رضوان
MONTHLY RIZWAN
LUCKNOW India
۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

# زاد سفر

یعنی

## احادیث صحیحہ کا مجموعہ

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب

"ریاض الصالحین" کا عام فہم ترجمہ

ضروری حواشی و تشریحی عنوانات کے ساتھ

شریف کا ایک چھوٹا سفری کتاب خانہ اور منزل آخرت کا

بہترین زاد سفر

Price 13-50

MAKTABA-E-ISLAM
Gwynne Road Lucknow

only cover printed at Sarkar press Aminabad Lucknow

MARCH 1978

# قادیانیت

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جس کا نام سن کر ہی قادیانی گھبرانے لگتے ہیں۔ یہ کتاب ملک کے باہر اور افریقہ کے بعض حصوں میں اس فتنے کے لیے ایک سنگ گراں بلکہ پیام اجل ثابت ہوتی ہے۔ تاریخی ثقاہت، استدلال کی قوت، اسلوب کی متانت اور قلم کی شگفتگی، کتاب کے سارے مباحث میں یکساں طور پر ملتی ہے اور پوری کتاب میں معاندانہ طرز کلام کے بجائے خالص علمی اور تحقیقی طرز اختیار کیا گیا ہے تاکہ قبول حق میں کوئی رکاوٹ نہ ہو سکے۔

قیمت:

انگریزی ایڈیشن

عربی

اردو

مکتبۂ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ


بیادگار امۃ اللہ تسنیم

۵۰۵
۲۰۳۵۲
جرائد

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

# ماہنامہ رضوان لکھنؤ

جلد (۲۲) اپریل ۱۹۷۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ نمبر (۴)

مدیر — معاونین

محمد ثانی حسنی

امامہ حسنی میمونہ حسنی


قیمت فی پرچہ ........ ایک روپیہ

سالانہ چندہ ........ دس روپیہ

ممالک غیر بشمول پاکستان ........ ڈیڑھ پاؤنڈ

ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

جناب سید حسین حسنی ڈی، اے، ۴/۴ ناظم آباد کراچی پاکستان

# کیا ——— اور ——— کہاں


اللہ کے نام سے ............ محمد ثانی حسنی ............ ۳
قرآن آپ سے مخاطب ہے ............ محمد الحسنی ............ ۵
حدیث کی روشنی میں ............ امۃ اللہ تسنیم ............ ۸
توبہ ............ نظم ............ انور کھام گانوی ............ ۱۰
مسلمان عورت اور خدمت دین ............ رسول بی ادیب ............ ۱۱
بچوں کو کیا بتایا جائے ............ اختر جہاں ............ ۱۵
نعت ............ داعی آسی ............ ۱۷
گھریلو زندگی ہی اصل زندگی ہے .. استاذ مصطفےٰ السباعی (دمشق) ............ ۱۸
انوکھی شرم ............ ایس شمس الحسن گیاوی ............ ۲۴
عورت ............ ڈاکٹر احسن الہ آبادی ............ ۲۵
شریعت کی پابندی اصل ایمان ہے .. ہارون رشید صدیقی ............ ۲۷
والدین سے زیادہ شفیق ............ ماخوذ ............ ۲۹
دسترخوان ............ عقیلہ خاتون ............ ۳۰


# اللہ کے نام سے


محمد ثانی حسنی


حدیث شریف میں آیا ہے حضرت عقبہ ابن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو عرض کیا کہ نجات کیا ہے آپؐ نے فرمایا اپنی زبان روکو اور اپنے گھر پر اکتفا کرو اور اپنی غلطی پر آنسو بہاؤ۔"

یہ تین صفتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص بھی ان کو اپنا لے تو اس کی دو جہاں کی زندگی بن جائے وہ دنیا میں بھی سکون اور راحت کی زندگی گزار سکتا ہے اور آخرت میں بھی خدا کی رضا حاصل کر سکتا ہے سب سے پہلی صفت یہ ہے زبان کو قابو میں رکھا جائے۔ درحقیقت فساد اور لڑائی جھگڑا زبان درازی کی وجہ سے ہوتا ہے جن خاندانوں اور گھرانوں میں لڑائی دنگا ہوتا ہے، اس میں زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے خصوصاً عورتیں اس میں زیادہ مبتلا ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت سفیان ابن عبداللہ الثقفی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس چیز سے آپ میرے معاملہ میں زیادہ ڈرتے ہیں۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا۔ "اس سے"۔ دوسری جگہ آیا ہے کہ آپؐ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تم کو ایسی دو خصلتیں بتاؤں جو اگرچہ پیٹھ پر ہلکی ہیں مگر میزان عمل پہ بھاری ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ضرور یا حضرت۔ آپؐ نے فرمایا زیادہ خاموش رہنا اور اچھا اخلاق اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان سے بڑھ کر انسانوں نے کوئی عمل نہیں کیا۔

دوسری صفت اپنے مکان پر قناعت کرنا۔ اگر کسی کو خدا نے جھونپڑی دی ہے اور

وہ اس سے زیادہ کی اہلیت نہیں رکھتا تو اس کے لیے روا نہیں کہ وہ اس سے زیادہ کی حرص کرے، آج انسانوں میں اس کی دوڑ جاری ہے حرص و ہوس کا ایک چکر ہے جو کسی کو چین کی زندگی نصیب نہیں کرتا اور اس کا شکار ہر وقت اسی میں گھلتا رہتا ہے کہ وہ دوسروں سے آگے بڑھ جائے اگر اس کا پڑوسی اس سے بڑے مکان میں رہتا ہے، تو اس کو بھی اس سے بہتر مکان بنانا چاہیے خواہ اس چکر میں زیر بار ہو جائے یا دوسروں کی حق تلفی ہو اسی طرح اور دوسری چیزوں کے سلسلہ میں بھی یہی معاملہ ہے خواہ وہ مال ہو یا عزت و جاہ ہو۔

تیسری صفت یہ ہے کہ آدمی غلطی کرے تو نادم ہو، بغیر ندامت کے کسی انسان کی غلطی دور نہیں ہو سکتی انسان اگر ظلم کرے اور اپنے ظلم پر نادم نہ ہو کسی کی حق تلفی کرے پھر اس پر نہ پچھتائے، خدا کی نافرمانی کرے اور پھر اس نافرمانی پر آنسو نہ بہائے تو وہ کیسے اپنی اصلاح کر سکتا ہے اس طرح گناہوں کی زیادتی ہوگی ظلم و فساد بڑھے گا اور اصلاح و تقویٰ ختم ہو جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی سے اگر کوئی غلطی ہو جائے ہوش میں آنے کے بعد اس کو ندامت ہو اور وہ اپنے کئے پر پچھتائے اور توبہ کرے غلطیوں پر رونا اور آنسو بہانا خدا سے مغفرت کا طالب ہونا ہی سچی توبہ ہے اور توبہ سے گناہ بالکل دھل جایا کرتے ہیں۔


### تین اچھی کتابیں

**ذکر خیر:-** از مولانا سید ابو الحسن علی، مخدومہ خیر النساء بہتر کے حالات زندگی ان کی تعلیمی و تربیتی خصوصیات و طرز عبادت و مناجات کے شوق و انہماک کے واقعات۔ قیمت ۲/

**بچوں کی قصص الانبیاء:-** از امۃ اللہ تسنیم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آسان زبان میں۔ قیمت ۲/-

**کلید باب رحمت:-** از مخدومہ خیر النساء بہتر، بارگاہ الٰہی میں ٹوٹے دل کی صدائیں، وظیفہ بنانے کے قابل کتاب۔ قیمت ۲۵/

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ




بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


محمد الحسنی


# ایمانیات (۳)

## عقیدۂ آخرت

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور وہ آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں

گزشتہ شمارے میں ایمانیات سے کلام کا آغاز کیا گیا تھا

قرآن مجید نے صرف انسان کے دل میں صرف عقیدہ توحید کو مستحکم کرنے اور شرک سے نفرت و کراہیت پیدا کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس نے خدا کی عظمت و جلال اور قدرت و کبریائی کے وہ اوصاف بھی جگہ جگہ بیان کئے ہیں جس کے بعد انسان کے دل میں خود بخود یہ جذبہ موجزن ہونے لگتا ہے کہ ایسے قدرت والے مالک اور آقا کو چھوڑ کر کہیں اور نہ جائے۔ اور اس کا تعلق اپنے پیدا کرنے والے سے صرف رسمی اور قانونی نہ رہے بلکہ جذباتی ہو گئے اور یہ ایمان اس کے رگ و ریشہ میں پیوست ہو چکا۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید میں جابجا اللہ تعالیٰ کے صفات کریمہ اور اسماء حسنیٰ کا ذکر ملتا ہے، لیکن آیۃ الکرسی میں ایک خاص البیلے اور پرشکوہ انداز میں اس کا بیان ہے اس لئے ہم اسی کو یہاں درج کر رہے ہیں۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

اللہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندہ اور سنبھالنے والا نہ اسکو پکڑ سکتی ہے اونگھ اور نہ نیند

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ

اسکے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے ایسا کون شخص ہے جو اسکے پاس سفارش کرسکے

إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ

مگر اس کی اجازت سے وہ جانتا ہے ان کے جو کچھ آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ نہیں گھیر سکتے

بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

کسی بھی چیز کو اس کے علم سے مگر وہ جو چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اور اس کو گراں نہیں گزرتی اور وہ عالی شان اور عظیم الشان ہے

جس خدا کو انسان نے خدائے واحد تسلیم کیا، اپنا رب، مالک، حاکم اور آقا مانا — اس کی قدرت اور بڑائی کا حال جس طرح بیان کیا گیا ہے، شاید کسی اور جگہ اس طرح نہیں کیا گیا۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ ان معبودان باطل کے سامنے خواہ وہ چاند سورج کی شکل میں ہوں، یا دیوی دیوتاؤں کی، یا پتھروں کی، پہاڑوں درختوں اور سمندروں کی، خدا کی اس عظمت کا تصور کرو جس کا مشاہدہ تم خود بھی اپنے اندر اور پوری کائنات میں کرتے رہتے ہو۔ اس بات کو قرآن میں اس طرح کہا گیا ہے۔

سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق

ہم عنقریب دکھائیں گے ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور خود ان کے نفسوں میں یہاں تک کہ یہ بات اچھی طرح صاف ہو جائے کہ وہ حق ہے۔

..........

انسان کی فطرت سلیم کے تقاضہ، اس کے مشاہدہ، اس میں عبودیت کی بیکراں خواہش اور اپنے کو کسی بالاتر ہستی کے پوری طرح حوالہ کر دینے کے جذبے کی تسکین کا پورا سامان آیۃ الکرسی میں موجود ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سارے خداؤں اور ساری خدائی کو چھوڑ کر تم نے جس پاک اور بے عیب، بلند و بالاتر خدائے قدوس کا سہارا لیا ہے — اس کی کبریائی، اس کی سلطنت و اقتدار، قوت و طاقت کے سامنے سارے آسمان و زمین کوئی چیز نہیں، اس کرۂ ارضی کی دوسری حقیر اشیاء کا کیا ذکر ہے — ان صفات کو دیکھ کر اور سمجھ کر

ایک انسان کا دل اگر وہ مر نہیں گیا ہے یا مسخ نہیں ہو گیا ہے، خدا کی محبت و عظمت سے خود بخود لبریز ہونے لگتا ہے۔

یہ اس کی فطرت سلیم کا تقاضہ بھی ہے احسان شناسی کا جذبہ بھی ہے۔ اور اس کی شدید روحانی و جسمانی ضرورت بھی۔!

جب ایمان کی بہار آئی
از (مولانا سید ابو الحسن علی ندوی)
مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہیدؒ اور آپ کے عالی ہمت رفقاء کے ایمان افروز واقعات
جن کی کوششوں سے ہندوستان میں ایمان کی بہار آئی اور اسلام کی ابتدائی صدیوں کی یاد تازہ ہو گئی
(مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ) قیمت مجلد ۱۲ روپے

# حدیث کی روشنی میں

(امۃ اللہ تسنیم)

حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا نیکی اچھے اخلاق ہیں اور گناہ وہ ہے جو سینہ میں کھٹک پیدا کرے اور آدمی اس کو ناپسند کرے کہ لوگ اس کے گناہ پر مطلع ہوں۔ (مسلم)

حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بدزبان آدمی سے نفرت کرتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کس سبب سے زیادہ تر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کے خوف و احتیاط اور خوش خلقی سے۔ عرض کیا گیا دوزخ میں زیادہ تر کس وجہ سے لوگ جائیں گے فرمایا حرام خوری اور بدکاری سے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامل تر ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ (ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

مومن اچھے اخلاق کے ذریعے پے در پے روزے رکھنے والے اور عابد کا درجہ پا لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کے لئے جنت کے سامنے ایک گھر کا ضامن ہوتا ہوں جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا اور اس شخص کے لئے جنت کے اندر ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے جھوٹ چھوڑ دیا تھا اور اس شخص کے لئے جنت کی بلندی میں ایک گھر کا ضامن ہوا ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداؤد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوں گے جو اچھے اخلاق والے ہیں اور مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور سب سے زیادہ مجھ سے دور ہوں گے وہ زیادہ باتونی چرب زبان اور تصنع سے بات کرنے والے متکبر ہوں گے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ … اور ارادتاً بھی فحش بات نہ نکالتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

ان پاک ارشادات کو سامنے رکھ کر ہم سب کو سوچنا چاہیئے کہ ہمارے اخلاق کیسے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک بہن دوسری بہن سے ملنے ...... آئی، ذرا سی بات پر تو تو میں میں ہونے لگی، بس پھر کیا ہے زبان گویا بے لگام ہو گئی اور جو منہ میں آیا بک دیا۔ اگر جنت کی خواہش ہے اور کون بہن ایسی ہوگی جس کو جنت کی خواہش نہ ہوگی تو اپنے اخلاق اچھے بنانا چاہئیے اور بد اخلاقی سخت کلامی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

# توبہ

(انورؔ کھامگانوی)

پہلے کیجئے ارادۂ توبہ — سہل پھر ہوگا جادۂ توبہ

ابرِ رحمت بھی جھوم کر برسا — دل سے چھلکا جو بادۂ توبہ

بعد توبہ جو پھر ہوئی لغزش — دِل سے کیجئے اعادۂ توبہ

ہر قدم دِل میں نور آتا ہے — کتنا روشن ہے جادۂ توبہ

آپ کھُل جائے گا درِ رحمت — آپ کیجئے ارادۂ توبہ

قبل اس سے کہ موت آجائے — کیجئے استفادۂ توبہ

ان پہ رحمت بھی ناز کرتی ہے — جو ہیں مخمور بادۂ توبہ

اس پہ کھُلتی ہے شانِ غفاری — کرچکا جو افادۂ توبہ

آگیا زد پہ اسپِ عصیاں پھر — مات دیدی پیادۂ توبہ

یا خدا رحم، کرچکا انورؔ

صِدق دل سے ارادۂ توبہ



# مُسلمان عورت

اور

# خِدمت دین

قوموں کی تعمیر و تخریب میں عورت نے جو حصّہ لیا ہے اس کی بنا پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا طبقۂ اُناث اس سلسلہ میں کیا کچھ کر رہا ہے۔ اور اسے کیا کرنا چاہیے لیکن جب اس کی سرگرمیوں اور عملی حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آج کی مُسلم عورت کم از کم اپنے آپ کو دین کی ذمہ داری سے آزاد اور دین کے عائد کردہ فرائض و وظائف سے بری خیال کرتی ہے۔ وہ دراصل غلط تعلیم و تربیت کی بدولت یہ سمجھ بیٹھی ہے کہ دین کی تمام ذمہ داریوں کا کفیل فقط مرد ہے۔ عورت اس سے بالکل بری اور آزاد ہے حالاں کہ جو دین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا والوں تک پہنچا ہے اس دین نے مرد و عورت کو یکساں طور پر اپنا مخاطب بنایا ہے۔

یہ درست ہے کہ دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس نے مرد اور عورت کے فرائض کے حدود ایک لطیف حد تک مختلف ضرور کردیے ہیں پس اسلام اختیار کرنے کے بعد قیامِ دین اور اشاعت حق کی راہ میں مسلمان عورت اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنی ہی جواب دہ ہے جتنا کہ مرد۔ اگر وہ اس سلسلہ میں کوتاہی کرے گی تو اس کا محض عورت ہونا اسے کوئی فائدہ نہ دے گا، تاریخ اسلام اور خاص کر ہمارے صدر اوّل کی تاریخ اس

حقیقت کو اچھی طرح واضح کرتی ہے کہ مسلمان عورتوں نے قیام دین اور دعوت اسلام میں اتنا ہی حصہ لیا جتنا کہ مردوں نے اپنی سرگرمیوں کا اظہار کیا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب اور حضرت عمارہؓ کی خدمات کیا مردوں سے کچھ کم ہیں۔ آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو برس قبل جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اسلام کی دعوت دی اور سرزمین مکہ سے مخالفت کا طوفان اٹھا ہر قسم کی بلائیں اور آفتیں مسلمانوں کے واسطے چاروں طرف سے آگے بڑھیں۔ کفار و مشرکین کا ایک ایک فرد مخالفت کے لئے کمربستہ ہوگیا اس حالت میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہی تھیں۔ آپ نے اسلام لاتے ہی نبی کریمؐ کو ڈھارس دی اور فرمایا کہ تائید غیبی اور امداد حق آپ ہی کے ساتھ ہوگی اور پھر آپ نے پورے اخلاص و ایثار سے حضورؐ کا ساتھ دیا، آپ نے اپنا مال اور اسباب، روپیہ دولت اور تمام اپنا اثر و رسوخ اپنی آرام و راحت اور دل و دماغ اسلام پر قربان کر دیا۔ آپ کی وفات سے حضورؐ کو بہت افسوس ہوا۔ اور جب کبھی حضورؐ کو آپؓ کی یاد آجاتی تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کہ وہ آپؐ کی عزیز بیوی تھیں نہیں بلکہ وہ اسلام کی سب سے جاں نثار خاتون تھیں جنھوں نے دین حق کے راستے میں ایثار و قربانی کر کے طبقۂ نسواں کو اتنا بلند کر دیا کہ حق پرست اس پر جتنا فخر کریں کم ہے جب کہ مکہ معظمہ میں مسلمانوں کے ساتھ گرم گرم لوہے کی سلاخوں اور عرب کی گرمیوں میں جلتے پتھروں کے نیچے اونٹوں کی کھالوں میں عرب کی جلتی ریت میں مسلمانوں کو آزمایا جارہا تھا تو ان میں اکثر مسلمان عورتوں پر مظالم توڑے جارہے تھے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں جب کہ اکثر مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تھے ان میں عورتوں کی نمایاں تعداد بھی تھی۔ اسلام کی خاطر انھوں نے اپنے وطن اور اعزا کو چھوڑا۔

اسی طرح مدینہ طیبہ کی ہجرت میں عورتوں نے جو کچھ کیا اس کی تفصیل ایک بڑی بات

ہے۔ ان تمام موقعوں پر مسلمان عورتوں کا استقلال، ایمانی خدمات، خدمت دین جیسے اور اونچے درجے کے حالات سے بھرا ہوا ہے، تاہم اس مختصر کہانی سے یہ بات قدم قدم پر روشن ہے کہ مسلمان عورت اپنے صحیح موقف سے اچھی طرح باخبر تھی اور اس کے دل میں یہ بات اچھی طرح جاگزیں ہو چکی تھی کہ اسلام کا خطاب مرد اور عورت میں کوئی تمیز نہیں کرتا، وہ دونوں کو ایک مساوی سطح پر رکھتا ہے اور اقامت دین اور دعوت اسلام میں دونوں کو یکساں شریک سمجھتا ہے مسلمان عورت نے اس فریضہ کو جس طرح ادا کیا اس پر تاریخ شاہد ہے انھوں نے رسولِ خدا کی محبت میں — جو فی الحقیقت دین اسلام ہی کی محبت تھی کہیں بڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ حضرت ام عمارہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام سلیطؓ اور دیگر خواتین کرام عالی مقام نے جاں بازی، سرفروشی کے وہ جوہر دکھائے جن کا مفصل حال مردہ دلوں میں روح حیات پیدا کر سکتا ہے۔ عہد رسالت سے جب تک مسلمان ترقی کرتے رہے عورتیں اس میں برابر حصہ لیتی رہیں جہاد، غزوات، درس و تدریس، ایثار، سخاوت، غرض ہر مرحلہ میں عورتوں کے نام اور ان کے کارنامے موجود ہیں، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا درس عام مجمعوں میں حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ اور حضرت نائلہؓ کی تقریریں اور حضرت سکینہ کی فصاحت و بلاغت اور اعلیٰ درجہ کی قابلیت تو یہ قرون اولیٰ کی مثالیں ہیں، اس کے بعد بنی امیہ اور بنو عباس کے زمانہ عروج میں، یہی عورتیں کچھ کم ممتاز نظر نہیں آتیں، ادب اور شاعری کے علاوہ پولٹیکل معاملات میں بھی ان کو کافی رسوخ حاصل تھا چنانچہ ایک خاتون ام الفضل علم ریاضی اور علم ہیئت میں اپنے وقت کی امام تھیں اور بڑی مشہور مصنفہ ہو کر گزری ہیں۔ ایک خاتون فخر النساء، جامع مسجد بغداد میں ہزار ہا بڑے بڑے جید علماء کے سامنے نہایت فصیح خطبہ دیا کرتی تھیں، خلیفہ مامون رشید کی ایک بیوی، بوران بڑی زبردست

عالمہ تھیں ان کو یونانی، عبرانی، لاطینی اور عربی زبانوں پر عبور تھا، ایک رصدگاہ تعمیر کرا کے اجرام فلکیہ کا خود مطالعہ فرمایا کرتی تھیں، اسلامی احکامات اور تاریخی حالات سے صاف یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ خدا نے عورتوں کو بھی وہی حقوق عطا فرمائے ہیں جو مردوں کو حضور نبی کریمؐ کی ایک حدیث ہے کہ

"جس نے اپنی لڑکی کی تربیت کی، اس کو آداب سکھایا، اور اس کو تعلیم دی اور بہت اچھی طرح تعلیم دی اور اس کا نکاح کر دیا تو ایسے شخص کے لئے بڑا اجر ہے۔"

پھر معلوم نہیں کس قصور میں ہندوستانی مسلمان عورتوں کی تعلیم کی طرف سے اتنی لاپرواہی کیوں اختیار کی گئی، ان کو علوم مذہبی اور دنیوی سے کیوں محروم کر دیا گیا، یہ بات قابل غور ہے کہ آج ہماری جنس میں کتنی عورتیں ہیں جن کو قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیا عورتوں کے لئے یہ تعلیم ممنوع تھی؟ کیا عہد رسالتؐ اور دور سعادت اور علمی عروج کے زمانے میں مسلمان عورتیں تعلیم سے محروم کی گئی تھیں؛ لیکن آج ہماری جنس میں اور قوم میں آزادی و تقلید اور اعمال مذہب سے بے پروائی اور بے دینی کی جو لہر پیدا ہو گئی ہے اس کا حقیقی سبب یہی ہے کہ عورتیں عموماً علم سے محروم رکھی گئیں۔ بلکہ اب تو روز بروز مرد بھی اس سے کوسوں دور ہوتے جا رہے ہیں۔

(نیا ایڈیشن آ گیا)

**حسنِ معاشرت**

از محترمہ خیر النساء صاحبہ والدہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

مسلمان لڑکیوں کی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈالنے والی کتاب جس میں دینی ہدایات کے ساتھ میکے سے سسرال تک کے جملہ امور خانہ داری، سلیقہ شعاری اور رہن سہن اور تعلقات کے استواری ڈھنگ بتلائے گئے ہیں۔ قیمت ۱/۸۰

مکتبہ اسلام، گوئن روڈ لکھنؤ

# بچوں کو کیا بتایا جائے

اختر جہاں

قومی و ملی تعمیر کے لئے سب سے ضروری اور اہم چیز بچیوں میں اپنی تاریخی عظمت کا احساس پیدا کرنا ہے۔ تاریخ اسلام میں سیکڑوں ایسے واقعات ہیں جو ہماری نئی پود میں ایمان و صداقت آزادی و بے باکی، جرأت و حق گوئی اور حوصلہ و علوئے خیال کی روح پھونک سکتی ہے کوئی قوم اپنے ماضی کو فراموش کر کے زندگی کی بنیادیں استوار نہیں کر سکتی۔ مستقبل حقیقتاً ماضی سے پیدا ہوتا ہے۔ ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سی حرارت ایمانی اور بے پناہ ہمہ گیر عظمت کے حامل ہوں تو ضروری ہے کہ ہم انھیں اس دور خیر و برکت کے روشن کارناموں سے آگاہ و باخبر کریں۔ جو خلافت راشدہ کا زریں عہد سمجھا جاتا ہے۔ اگر ہماری خواہش ہے کہ ہمارے نوجوان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بسالت کے وارث ہوں تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان کے سامنے ان معرکوں کی تصویر پیش کریں جو اب بھی بزدل سے بزدل انسان کے خون میں گرمی پیدا کر سکتی ہے۔ ہماری بچیوں کو نسیبہ بنت کعب کبشہ بنت رافع اور صفیہ بنت عبدالمطلب کے روشن کارناموں سے واقف ہونا چاہئے کہ وہ اپنی زندگی میں ان مقدس ہستیوں کے نقش قدم کو دلیل راہ بنائیں۔ ہمارے بچوں کو بتانا چاہئے کہ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ جب ہم اپنی کسی اقدام کو دنیاوی عیش و جاہ کی ترازو میں نہیں تولتے تھے۔ ہمارا جہاد اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہوا کرتا تھا ہم جانتے تھے کہ موت زندگی کا خاتمہ نہیں بلکہ ایک نئی اور مکمل تر زندگی کی ابتدا ہے۔ مقداد ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا

کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن اے رسول برحق خدا کی قسم برک الغماد تک آپ کا ساتھ دیں گے۔ یہ الفاظ ہماری تاریخ کا قیمتی سرمایہ ہے اور آج بھی اس پختہ اور راسخ ایمان و اذعان کی روشنی دل میں پیدا کر دیتے ہیں جو صدی اوّل کے مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھا اسلامی تاریخ کے کسی دور میں ایسے محرک اور زندگی پیدا کرنے والے واقعات کی کمی نہیں۔

یہ اور اس قسم کے صدہا واقعات ہیں جن سے اس زمانے کے مسلمانوں کے حب رسولؐ عزم صمیم یقین کامل اور رجحان ذہنی کا پتہ چلتا ہے۔ ان ہی کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے بچوں کی تربیت کرنی چاہئے۔ میرا یہ مقصد بھی نہیں کہ دنیا کی دوسری عظیم شخصیتوں کے کارناموں سے بچوں کو ناواقف رکھا جائے۔ مسلمان سے زیادہ حکمت و دانش کی طلب صادق کیسے ہو سکتی ہے۔ وہ پابند مقام نہیں یہ بھی صحیح ہے کہ دنیا کے تقریباً ہر ملک میں ایسے لوگ گزرے ہیں جن کی زندگی کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور جاذب توجہ اور سبق آموز نہ تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمہ اور بے نیاز ثبوت کو مسلمان بچوں کو ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ و عمرو بن وقاصؓ و محمد بن قاسم اور صفیہ و اسماء کے روشن اور بخیر فانی کارناموں سے بےخبر رکھ کر ان کے دل میں، نیرو، سکندر، نپولین اور ابراہیم لنکن کی بزرگی و عظمت کے احساس پیدا کرنے کی کوشش نہ صرف اسلامی تاریخ کی گرانمائیگی اور ایک مسلم تاریخی شہادت سے چشم پوشی ہے۔ بلکہ بہت بڑی نفسیاتی غلطی بھی۔ اس فرض کو ماں سے بہتر کوئی انجام نہیں دے سکتا بسا اوقات بچپن کے سنے ہوئے قصے اور کہانیاں ہی ہمارے عادات و اخلاق و عادات میں عظیم تغیرات کا سبب بنجاتی ہے۔ انسان کی سیرت کی ابتدائی تشکیل ہی حقیقتاً تمام عمر کے اعمال و افعال حرکات و سکنات کا محور ہوتی ہے۔

مجھے یقین واثق ہے کہ اگر ہمارے گھرانوں میں اس جانب توجہ کی جائے تو آئندہ نصف صدی میں ایسے مرد اور عورتیں پیدا ہو سکتی ہیں جن کے دلوں میں جوش ایمانی حرارت قلب عزم و جرأت استقلال و پامردی ہمارے اسلاف کی سی پیدا ہو۔

# نعت

## واکی آسی

چھوڑ کر سارے مقامات مدینے چلئے
اب تو یہ فکر ہے دِن رات مدینے چلئے

زندگی ہی میں جو کرنا ہو سفر جنّت کا
آیئے آپ میرے ساتھ مدینے چلئے

اتنے مایوس نہ ہوں اُن پہ بھروسہ رکھیے
خود سنور جائیں گے حالات مدینے چلئے

اپنی پلکوں پہ سجا لیجئے اشکوں کے چراغ
نذر کرنے کو یہ سوغات مدینے چلئے

اب بھی مل جائیں گے آنکھوں سے لگانے کیلئے
اُن کے قدموں کے نشانات مدینے چلئے

اب کے ہم لوٹ کے آئیں گے نہ اُس بستی سے
دل میں طے کر کے یہی بات مدینے چلئے

حُجرۂ عائشہ صدیقہؓ ہے پیشِ نگاہ
دل میں لے کر یہی جذبات مدینے چلئے

شبِ ہجرت ہے، یہ صدیقؓ سے کہتے ہیں رسولؐ
میرے ہمراہ اسی رات مدینے چلئے

جہاں فاروقؓ نے بالجہر اذانیں دی تھیں
چومنے کو وہ مقامات مدینے چلئے

جان اور دِل کے سوا کچھ نہ بچے اے واکی
یوں لٹاتے ہوئے صدقات مدینے چلئے

# گھریلو زندگی ہی اصل زندگی ہے

استاذ مصطفےٰ السباعی (دمشق)

گھر کا سکون اور مسرت میرے خیال میں اس دنیا کی سب سے بڑی راحت ہے اور گھر کی بے اطمینانی اور نا اتفاقی انسان کی سب سے بڑی شقاوت ہے جو شخص گھر میں خوش رہتا ہے وہ باہر بھی خوش رہے گا اور جو اپنے گھر میں رنجیدہ اور غیر مطمئن رہتا ہے وہ باہر بھی رنجیدہ اور پریشان ہی نظر آئے گا، یورپ کے لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کسی جرم کی تحقیق کرنا ہو تو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کے پیچھے کسی عورت کا تو ہاتھ نہیں ہے لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہمیں کسی اجتماعی مسئلہ اور کسی اخلاقی گراوٹ کی تحقیق کرنا ہو تو ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس میں گھریلو واقعات و اسباب کا کتنا دخل ہے۔

آج دنیا میں کتنے ایسے بڑے واقعات اور جرائم ہوتے ہیں جو بظاہر ایک دوسرے سے غیر متعلق ہوتے معلوم ہوتے ہیں لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل سرچشمہ یہی خانگی فساد تھا، اسمیں کسی طبقہ اور مذہب کی تخصیص نہیں، ہر سوسائٹی میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں بالخصوص اس طبقہ میں جس پر دین کا اثر زیادہ نہیں ہے۔ یہ چیز زیادہ نمایاں ہے۔ دین سے میری مراد دین کا وہ سطحی اور ناقص تصور نہیں جس کا دائرہ صرف ظاہری چیزوں تک محدود ہے۔ اس لئے کہ بہت سے دینداروں کے یہاں بھی ہمیں یہ چیزیں خاصی تعداد میں نظر آتی ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا دین چند دھندلی اور بے جان رسموں کا مجموعہ بن گیا ہے جو ان کی زندگی میں کوئی پاکیزگی اور روح میں بالیدگی پیدا نہیں کر سکتا۔

ایک چیز جو ہمارے خانگی جھگڑوں اور ازدواجی مشکلات کا بڑا سبب ہے وہ یہ کہ ہمارے نوجوان کبھی کبھی جذبات سے مغلوب ہو کر یا کسی مادی منفعت کی خاطر انتخاب میں ذرا سا عجلت سے کام لیتے ہیں، بعد میں یہ پتہ چلتا ہے کہ شوہر و بیوی کے مزاج، ذوق، رجحانات، تصورات اور ذہنی سطح میں بڑا فرق ہے، کبھی محض حسن و جمال کی بنیاد پر لوگ اپنی شریک حیات کا انتخاب کر لیتے ہیں لیکن اس عارضی طلسم کے ختم ہوتے ہی اندرونی بدصورتی اور باطنی عیوب جلد ہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔

بعض لوگ انتخاب کے وقت ایک دوسرے کے مزاج کا صحیح اندازہ نہیں کرتے اگر شوہر تیز مزاج، ذکی الحس ہے اور ذرا سی بات اس کو ناگوار گزرتی ہے تو بیوی اس کا خیال کرنے میں کوتاہی کرتی ہے، جب وہ بات کرنا چاہتا ہے تو وہ غیر متوجہ ہوتی ہے اور لاپرواہی برتتی ہے، ایک کے جواب میں دس سناتی ہے، نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ خلفشار نا اتفاقی اور جنگ، مثلاً بیوی سرخ رنگ پسند کرتی ہے لیکن شوہر اس کو سفید کپڑے استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے، کھانے کی کوئی قسم اس کو پسند ہے لیکن شوہر کو وہ مرغوب نہیں، وہ چاہتا ہے کہ اس کے میلانات اور خیالات کے وہ تابع ہو کر رہے، نتیجۃً انقباض پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ ہر بات، ایک مستقل نزاع کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

ایک اور بات جس کا ان خانگی جھگڑوں میں بڑا دخل ہے وہ یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی ذمہ داریوں، مصروفیتوں، اس کی سوشل ضرورتوں اور اجتماعی فرائض کا صحیح اندازہ نہیں کر پاتی، ہو سکتا ہے کہ اس کا شوہر ایک سیاسی آدمی ہو جس کو عوام کے ساتھ ربط رکھنا پڑتا ہو ممکن ہے وہ کوئی عالم ہو جس کے ساتھ تحریر و تقریر کی خدمات وابستہ ہوں، لیکن بیوی اس کی مشغولیتوں سے تنگ رہتی ہو اس کے مطالعہ سے اکتا چکی ہو اور اس کے ہاتھ میں ہر وقت کتاب دیکھ کر چڑھ سی جاتی ہو امام زہری مشہور عالم گزرے ہیں ان کی بیوی جب ان کو کتابوں میں منہمک پاتی تھیں تو کہتی تھیں کہ یہ کتابیں

میرے حق میں سوت سے زیادہ بڑھ کر ہیں، اس لئے اگر بیوی کا یہ فرض ہے کہ شوہر کے ساتھ انس و محبت اور بے تکلفی کا برتاؤ رکھے تو اس کے ساتھ اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے علمی مشاغل اور اجتماعی مصروفیات میں حائل نہو اور اس کے کسی کام اور کسی مشغلہ میں رکاوٹ نہ بنے۔

گھریلو امور میں شوہر کی ضرورت سے زیادہ مداخلت بھی ہماری خانگی مشکلات کا ایک بڑا سبب ہے، بہت سے لوگ گھر کے ہر چھوٹے بڑے کام میں بلا ضرورت اپنی ٹانگ اڑانا چاہتے ہیں، یہاں تک کہ باورچی خانہ میں پہونچکر وہ اپنی بیوی کو ہدایات دینا شروع کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوی شوہر کی ان غیر ضروری اور فضول دخل اندازیوں سے اُکتا جاتی ہے اور دن بہ دن اس کی اُکتاہٹ اور چڑچڑے پن میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، اگر شوہر کو اس کا حق ہے کہ بیوی سے اپنی مرضی کے مطابق کھانا پکوائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کے سر پر سوار ہو کر اس کو کھانا پکانے کے آداب بھی سکھایا کرے۔

دوسری طرف بیوی لباس اوقات شوہر کی مالی حالت اور اس کی اقتصادی پوزیشن کا صحیح اندازہ نہیں کر پاتی، وہ چاہتی ہے کہ جس طرح کے کپڑے اس کی سہیلی پہنے تھی، وہ بھی اسی طرح کے کپڑے پہنے، جو سامان اور فرنیچر اُس کے یہاں تھا، وہ اس کے یہاں بھی ہو، وہ یہ غور نہیں کرتی کہ اس کے شوہر کی مالی حالت اور اُس کے شوہر کی مالی حالت میں کتنا فرق ہے، خاص طور پر کپڑوں کی خریداری کے وقت یہ چیز زیادہ نمایاں ہوتی ہے، شادی میں شرکت کے لئے ایک بہترین نیا سوٹ چاہیئے، اگر فیشن بدل گیا ہے تو اُس کو نئے فیشن کے مطابق ہونا چاہیئے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شوہر کو سخت پریشانی اٹھانا پڑتی ہے اس کے بجٹ کا توازن بگڑ جاتا ہے اس موقع پر یا تو وہ قرض لے کر اپنی بیوی کی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے یا پھر لڑائی مول لیتا ہے اور کشمکش پیدا ہو جاتی ہے۔

بدگمانی [illegible] آدمی اپنی بیوی کی امانتداری پر شبہ کرنے لگتے ہیں، اگر کبھی ان کے روپے کم ہو گئے تو وہ تحقیق کرنے کے بجائے اپنی بیوی کی طرف سے بدظن ہونے لگتے ہیں اور اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں پھر جب اُن کو یاد آتا ہے کہ یہ روپے تو تم نے فلاں موقع پر خرچ کئے تھے یا کسی ساتھی کو دیئے تھے تو ان کو پشیمانی اور ندامت ہوتی ہے لیکن اُس وقت جب کہ نزاع کا تخم پڑ چکا ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض عورتیں بھی ایسی ہیں جن کو اپنے شوہر کا مال اڑانے میں خاص لطف آتا ہے اور وہ بغیر کسی شرعی عذر کے اس کا ارتکاب کرتی ہیں، میں نے ایک خاتون کو ایک مجلس میں کہتے سنا کہ "جب کوئی عورت اپنے شوہر یا اپنے بیٹے کی جیب سے کچھ رقم اڑا لیتی ہے تو فرشتے فرط مسرت سے مسکرانے لگتے ہیں" یہ سراسر جہالت اور خدا پر افتراء ہے۔

کبھی چھوٹی چھوٹی چیزیں بڑی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور بات کا بتنگڑ بنجاتا ہے، میں ایک ایسے آدمی سے واقف ہوں جس کی حال میں شادی ہوئی تھی، وہ ایک دفعہ مارکیٹ سے کچھ کپڑے خرید کر لایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے سوٹ کے لئے یہ کپڑا لایا ہے دوسرے دن جب اس نے بیوی سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے مذاق میں کہا کہ ہم نے اس کے کپڑے بنا لئے، اس پر اس کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے بیوی کا بکس کھولا اور اس میں سے تمام کپڑے نکال کر تالاب میں ڈالدے، پھر قینچی لے کر اپنا موزہ ڈھونڈنے لگا کہ اس کو کاٹ کر پھینک دے، بیوی نے جب یہ حالت دیکھی تو جلدی سے لا کر وہ کپڑا اس کے سامنے ڈالدیا اور بتایا کہ میں تو صرف مذاق کر رہی تھی، آپ سچ سمجھ گئے، میرے خیال میں اس سلسلہ میں عورتوں سے زیادہ قابل گرفت مرد ہیں اس لئے کہ عورت تو مرد کی بات کسی نہ کسی طرح برداشت کر جاتی ہے لیکن مرد عورت کا ایک جملہ بھی سننا گوارہ نہیں کرتا زبان دراز اور تیز طرار عورتوں کی بات الگ ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

یہ ہماری خانگی مشکلات اور گھریلو الجھنوں کے چند اسباب ہے اگر ہم دو تین حقائق اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں تو نہ صرف یہ الجھنیں دور ہو سکتی ہیں بلکہ اور بھی سارے مسائل درست ہو سکتے ہیں۔

(۱) ہم ازدواجی تعلق کو ایک دنیاوی اور مادی تعلق سمجھتے ہیں، ہمارا معیار حسن، دولت اور شہرت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس رشتے کو ایک مقدس امانت اور خدا کی نعمت سمجھیں اور انتخاب کے وقت دین اور اخلاق کا معیار ہمارے سامنے رہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، تم عورتوں سے محض حسن وجمال کی وجہ سے شادی نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن وجمال ختم ہو جائے، تم ان کے مال ودولت کی وجہ سے ان سے شادی نہ کرو، ہو سکتا ہے انکی دولت ان کو مغرور وسرکش بنا دے، تم دین کی بنیاد پر ان سے تعلق قائم کرو۔"

(۲) بحیثیت ایک دیندار اور صاحب عقیدہ قوم کے جس کا دین اس کو حسن اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے شوہروں اور بیویوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ رکھیں۔ میں ایسے شخص سے نفرت کرتا ہوں کہ گھر سے باہر تو خوش اخلاقی اور زندہ دلی کا مظاہرہ کرتا ہو اور گھر میں آتے ہی اس کی پیشانی پر تیوریاں چڑھ جاتی ہوں۔

(۳) خدا نے ہمیں شادی کے ذریعہ ایک ایسے رشتہ میں باندھ دیا ہے جو زندگی بھر قائم رہے گا، ایسی صورت میں اگر شوہر اپنی بیوی کو فراموش کر دیتا ہے، بیوی اپنے شوہر کی طرف سے لاپرواہی برتتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس لازوال رشتہ اور مقدس اور نازک امانت کا خیال نہیں کر رہے ہیں۔ وہ خود غرضی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ہمدردی اور محبت کے جذبات کی جگہ خود غرضی اور نفرت کے جذبات نے لے لی ہے۔ عصر اول کی عورتوں کا دستور بن گیا تھا کہ جب کوئی مرد گھر سے فکر معاش کے لئے باہر نکلتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اس سے کہتی کہ دیکھو حرام کی کمائی سے بچنا۔ ہم فقر وفاقہ برداشت کر سکتے ہیں لیکن جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکتے، وہ اپنے شوہروں کو جہاد اور راہ خدا میں نکلنے کی ترغیب دیتی تھیں، چنانچہ مردوں کو ان سے بڑی تقویت ھی اور ان کی بڑی ہمت افزائی ہوتی تھی۔

حضرت ابوالدحداح انصاری کا قصہ ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض حسنہ چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، انھوں نے کہا آپ اپنا دست مبارک عنایت کیجئے۔ آپ نے دست مبارک بڑھا دیا۔ انھوں نے کہا میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ راہ خدا میں دیدیا۔ اُن کے باغ میں کوئی چھ سو کھجور کے درخت تھے اور وہیں ان کے بیوی بچّوں کی قیام گاہ تھی۔ پھر باغ میں آئے اور اپنی بیوی کو آواز دی، بیوی نے کہا فرمائیے۔ انہوں نے کہا تم سب اس باغ سے ہٹ جاؤ، میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے دیدیا ہے۔ بیوی نے نہ ان کو سخت وسست کہا نہ حیرت کا اظہار کیا نہ زیادہ پوچھ گچھ کی بلکہ وہ بہت زیادہ خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آپ کا سودا بہت زیادہ کامیاب رہا، پھر اپنا سامان واسباب وہاں سے اٹھا لیا۔

ان واقعات کے پیش نظر ہمیں ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہماری زندگی، صحت اور سعادت اتنی بے قیمت نہیں ہے کہ اس کو ان گھریلو جھگڑوں کی نذر کر دیا جائے۔ ہم ان جھگڑوں میں جتنا وقت جتنا سکون اور اپنی جتنی اعصابی قوت صرف کر دیتے ہیں وہ ان حقیر چیزوں کے مقابلے میں جن کی خاطر ہم یہ جھگڑے مول لیتے ہیں بہت زیادہ قیمتی ہے۔

سکون اور مسرت کا خزانہ آپ کے گھر میں موجود ہے یہ بازار سے خریدنے کی چیز نہیں، آپ اپنی خانگی زندگی میں سکون اور مسرت پیدا کر لیں گے تو آپ کی ساری زندگی سکون اور مسرت میں گزرے گی۔

# ”انوکھی شرم“

ایس شمس الحسن گیاوی

سمجھ میں نہیں آتا کہ کچھ لوگ اپنے رشتہ داروں یا خاندان والوں کو اپنا کہتے ہوئے کیوں شرماتے ہیں۔؟

اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت صفائی سے کہدیتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کون ہیں؟ یا ہمارا کچھ رشتہ نہیں ہم نہیں جانتے۔ ہم سے کچھ دور کا بھی رشتہ نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی حرکتیں عموماً اس وقت کیجاتی ہیں جب مدِّ مقابل غریب ہو یا نیچے عہدے پر۔ مثلاً چپراسی ہو یا سپاہی شوفر یا ہوٹل میں بیرا یا پھول یا پھل کی معمولی دوکان پر بیٹھتی ہو۔

ظاہر ہے کہ ہر خاندان میں تمام کے تمام رئیس اور عہدیدار نہیں بن سکتے۔ قدرت کا نظام ہی بگڑ جائے۔ اگر یکسانیت آجائے۔ بہت سے بیچارے رشتہ دار غریب ہوتے ہیں جن کا دل بہت مایوس رہتا ہے۔

جب کوئی انھیں حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنا رشتہ دار کہنے سے صاف انکار کر دیتا ہے اُسوقت اُن کے دل سے بد دعائیں ہی نکلتی ہیں کیوں کہ ایسے موقع پر دل بہت دکھتا ہے۔

ایک تو خدا نے غربت دی اوپر سے اپنے پرائے نفرت سے منھ پھیریں کس قدر رنج افسوسناک بات ہے۔ وقت کسی کا بھی یکساں نہیں رہتا صرف بات دل کی زخم بنکر باقی رہجاتی ہے۔ بڑے سخت افسوس کی بات ہے کہ اپنے غریب رشتہ داروں کو اپنا بھی کہنا گوارہ نہ کریں اور امیر رشتہ داروں کو خوامخواہ قریبی رشتہ دار فخر یہ کہتے پھریں۔

# عورت

ڈاکٹر احسن آلہ بادی

تم بہارِ بے خزاں ہو زندگی تم ہی سے ہے
باغ عالم میں سُرور و تازگی تم ہی سے ہے

پھول کی مانند ہو تم پھول ہی بن کر رہو
شاخ گل سے ٹوٹ کر مت دھول میں آخر ملو

یہ نظام کائنات زیست کا دستور ہے
مٹ گیا جو مرکز انسانیت سے دور ہے

تم جو چاہو تو ہر اک انسان کی راہیں موڑ دو
خواہشات نفس کی ساری رگوں کو توڑ دو

عصمت و اخلاص کی یہ شمع جلا سکتی ہو تم
اور برائی کے چراغوں کو بجھا سکتی ہو تم

ہر طرف چھائی ہوئی ہیں ذلت و رسوائیاں
لے رہے ہیں فتنے گودوں میں تری انگڑائیاں

ہوش میں آجا مقام زندگی پہچان لے
احسن خستہ جگر کی بات یہ تو مان لے

# شریعت کی پابندی اصل ایمان ہے

(ہارون رشید صدیقی)

عام طور سے لوگ ایمانی قوت سے یہ مراد لیتے ہیں کہ ایمان والا آگ میں نہ جلے اور مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیش کرتے ہیں۔ ایمان والے پر چاقو چھری اور نہ ہتھیار اثر نہ کرے اور مثال حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح سیکڑوں معجزات اور کرامات پیش کرکے بعض عوام اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اب ایمانی قوت باقی نہیں رہی۔ اسی طرح بعض لوگ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب ولایت کا بھی پتہ نہیں اور تلاش میں رہتے ہیں کہ کسی سے خرق عادت بات ظاہر ہو بس اسے ولی سمجھ بیٹھیں۔ یہ خیال انسان کو غلط فہمی میں مبتلا کردیتا ہے۔ بے شک یہ معجزات و کرامات ایمان ہی کے کرشمے ہیں لیکن ان کے بغیر ایمان بلکہ ولایت مکمل رہتی ہے۔ اصل ایمانی قوت وہ ہے جو ایمان والے کو ایمان پر جمائے رکھے اولیاء اللہ کی پہچان میں خود اللہ تعالیٰ نے الذین آمنوا وکانوا یتقون فرمایا ہے یعنی وہ ایمان رکھنے والے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں۔ مصائب و تکالیف کی آمد ایمان سے دوری اور اللہ کی ناراضگی کی علامت نہیں بلکہ ایمان پر دلالت کرتی ہیں بشرطیکہ زندگی شریعت کے مطابق ہو اور مصائب میں انابت الی اللہ حاصل ہو۔ ارشاد باری یہ ہے کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان کا دعویٰ کریں اور آزمائے نہ جائیں۔" دوسری جگہ یہ فرمایا گیا ہے کہ میں تم کو ضرور آزماؤں گا خوف سے بھوک سے جانی و مالی نقصان سے۔" یہ نہیں فرمایا گیا کہ مصیبت نہیں آئے گی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ مصیبت پر صبر کرنے والوں اور اناللہ وانا الیہ راجعون کہنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصائب کا آنا منافی ایمان نہیں بلکہ ایمان کی تکمیل کا باعث ہے۔ ایمان والوں کی مصیبت ہمارے ـــــ ایمان میں اضافہ کرتی ہیں۔ ـــــ حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور خود ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبتیں دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔ پھر آپ کی امت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نیز کتنے صحابہ کرام کا تکالیف اٹھانا اور جام شہادت نوش فرمانا جہاں ایک طرف ہم کو رنج و غم سے دوچار کرتے ہیں وہیں ہماری اپنی مصیبتوں میں سکون قلب کا سبب بنتے ہیں۔

غرض کہ ایمانی قوت یہ ہے کہ انسان اللہ و رسول کے حکموں پر جما رہے۔ شریعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے چاہے ایسی تکلیف آئے کہ جان جاتی رہے اور چاہے اتنی فراوانی اور آزادی مل جائے کہ کوئی سوال کرنے والا نظر نہ آئے مگر بندہ کسی حال میں بھی اللہ کو نہ بھلائے۔

خرق عادت باتیں یعنی عجیب وغریب باتوں کے ظہور کے سلسلہ میں عام[illegible] کی کتابوں میں بھی تین طرح کی تفصیل ملتی ہے۔ نمبر ۱ تو معجزات ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوا کرتے تھے اور اب اس کا سلسلہ ختم نبوت کے ساتھ ختم ہو گیا۔ نمبر ۲ کرامات ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی سے ظاہر ہوتی ہیں لیکن کرامت کسی ولی سے ظاہر نہ ہو تو اس کی ولایت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ نمبر (۳) استدراج ہے جو ایسے شخص سے بھی ظاہر ہوتا ہے جو شریعت کا پابند نہ ہو بلکہ شریعت کا مخالف ہو۔ استدراج میں شیاطین کام کرتے ہیں۔

اب اگر کوئی صرف خلاف عادت بات ہی بزرگی کا معیار بنائے گا تو خطرہ ہے کہ وہ استدراج والے کے چکر میں پڑکر اپنے ایمان کو نقصان پہونچا لے، میرا خود مشاہدہ ہے۔ بعض ایسے لوگ موجود ہیں جو ایمان سے نابلد ہیں، شرک و کفر میں مبتلا ہیں، لوگ تکالیف میں ان کے پاس پہونچتے ہیں اور وہ ان سے متعلق ایسی عجیب عجیب باتوں کا انکشاف کرتے ہیں کہ آنے والے

حیران رہجاتے ہیں اور ان کے معتقد ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح بعض ایمان والوں کے مصائب سے بعض حضرات دھوکا کھاتے ہیں اور سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ اللہ کا ناپسندیدہ بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہیں حالانکہ ان کو نہیں معلوم کہ اس مصیبت سے ایمان والے بندے کو کیا مل رہا ہے، اس کے گناہ کس طرح دھل رہے ہیں اور اس کے درجات میں کتنی ترقی ہو رہی ہے لہٰذا چاہیے کہ کسی کو بہت اچھی حالت میں دیکھ کر یہ نہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کا مقبول بندہ ہے یا کسی کی حیرت انگیز بات کے ظہور سے یہ نہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کا ولی ہے اسی طرح کسی کو مصیبت میں دیکھ کر یہ فیصلہ نہ کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گئے ہیں بلکہ اپنے کو دیکھنا ہو یا غیر کو، دیکھنا یہ چاہیے کہ وہ اس وقت اللہ سے کیا تعلق رکھتا ہے۔ اگر اللہ یاد ہے، اللہ کی طرف رجوع ہے تو اللہ کا مقبول ہے اور ایمانی قوت حاصل ہے لیکن اگر معاذ اللہ اللہ کو بھولا ہے، شیطانی کاموں میں مبتلا ہے تو اللہ سے اس کی ہدایت کی دعا کرنا چاہیے۔ اور اصل چیز تو خاتمہ بالخیر ہے اس لئے برابر اس کی فکر ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا ہو، بزرگوں کی صحبت اور توجہ سے یہی دولت ملتی ہے اس کے لئے بزرگوں سے تعلق بھی بہت ضروری اور آخرت سنوارنے کا ذریعہ ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی کے قلم فیض رقم سے

## دین و شریعت

توحید، آخرت، رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اخلاق و معاملات دعوت و جہاد، سیاست و حکومت اور احسان و تصوف کے مباحث پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے کہ دل و دماغ ایمان و یقین سے معمور ہو جاتے ہیں۔ کتابت طباعت معیاری۔ قیمت ۵ روپے

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

# والدین سے زیادہ شفیق

کسی شخص کے متعلق یہ کہنا مبالغہ میں داخل ہوگا کہ وہ فلاں شخص پر اس کے والدین سے زیادہ مہربان ہے لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ بات بالکل صادق آتی ہے۔ آپ اپنی ازواج مطہرات پر ان کے والدین سے بھی زیادہ مہربان تھے حتیٰ کہ ان ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق تھے جو اپنی نرم دلی میں مشہور خلائق تھے مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات کے متعلق مجھ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث ہونے لگی حضورؐ نے فرمایا یوں فیصلہ نہیں ہوگا کسی کو ثالث مقرر کر لو کہو ابو عبیدہ بن جراح کو ثالث مقرر کرنے پر رضا مند ہو، میں نے کہا نہیں وہ بہت سادہ مزاج ہیں وہ ضرور آپؐ کی طرفداری کریں گے حضورؐ نے فرمایا اچھا اپنے والد کو ثالث مقرر کر لو، میں راضی ہو گئی، اور حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو بلا بھیجا وہ آئے حضورؐ نے کہا تم اپنی بات بیان کرو، میں نے کہا نہیں آپؐ بیان کریں چنانچہ حضورؐ نے وہ بات جس پر بحث ہو رہی تھی حضرت ابو بکرؓ کے سامنے بیان کی جب حضورؐ بات ختم کر چکے تو میں نے والد سے کہا آپؓ بتائیے ہم دونوں میں کس کی بات صحیح ہے، انھوں نے یہ سنتے ہی میرے منھ پر زور سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تو رسول اللہ کی بات کی مخالفت کرتی ہے، طمانچہ اس زور سے لگا تھا کہ میری ناک سے خون بہنے لگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ نے فرمایا کہ ہمارا یہ مقصد نہیں تھا۔ یہ فرما کر حضورؐ اپنے دست مبارک سے میرے منھ پر پانی ڈال کر خون پونچھنے لگے۔

(ماخوذ)

# دسترخوان

عقیلہ خاتون

## لوکی کی خوش مزہ چیزیں :-

لوکی جس کو کدو بھی کہتے ہیں. آج کل موسم گرما میں لوکی کا استعمال ہر گھر میں ہوتا ہے رسول کریمؐ لوکی کو نہایت مقبول غذا فرمایا ہے رسول کریمؐ نے ان چیزوں کو پسند فرمایا جس سے جسم انسانی کو کافی فائدے حاصل ہوتے ہیں. اکثر مریضوں کو مہینوں غذا بند رہنے کے بعد پہلے پہل ڈاکٹر لوکی کا شوربہ ہی پینے کو کہتے ہیں، بنگال میں لوکی اور پتے بھی کھائے جاتے ہیں، یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ لوکی کے چھلکوں اور اس کے پتوں میں وٹامن پائے جاتے ہیں. دانت نکلتے بچوں کو لوکی کے پتوں کو ساگ کی طرح پکا کر ضرور دیتے ہیں میں ذیل میں ان دونوں کی ترکیبیں بھی درج کر رہی ہوں۔

## فرائی کئے ہوئے لوکی کے ٹکڑے

(ترکیب) لوکی چھیل کر بیج علاحدہ کر لیں. اس کی چوڑی چوڑی پھانکیں جو زیادہ موٹی نہ ہوں ہش مچھلی کے قتلے کی طرح کاٹ لیں، ان کو تھوڑے پانی میں نمک ڈال کر ابلنے کے لئے چڑھا دیں، جب پھانکیں اچھی طرح گل جائیں اور پانی بھی خشک ہو جائے تو بڑے برتن میں حسب پھانکوں کو علاحدہ علاحدہ پھیلا دیں ہلدی، سُرخ مرچ، پیاز، ادرک، لہسن حسب خواہش لے کر پیس لیں اب سب مسالوں اور چاولوں کو یکجا کر کے نمک بھی ملا لیں. تیار شدہ پھانکوں کو اس میں لپیٹ لپیٹ کر تلتی جائیں، جب پھول کر سرخ ہو جائیں تو اتار لیں، اب چپاتی سے کھائیے نہایت لذیذ ہوں گے.

**لوکی کا رائتہ :-** لوکی کو چھیل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ابال لیں، دہی میں سُرخ مرچ پسی ہوئی اور بھنا ہوا زیرہ نمک سب ملا لیں، لوکی کے ابلے ہوئے ٹکڑے دہی میں ڈال دیں نصف گھنٹہ بھیگا رہنے کے بعد استعمال کریں۔

**چٹپٹے مسالے دار لوکی :-** پیاز باریک کتری ہوئی، سرخ مرچ، کالی مرچ، لہسن ادرک، خشک دھنیا، خشخاش. (ترکیب) پہلے پیاز کو سرخ کر لیں پھر سب مسالہ تل لیں، پھر سب چیزیں اکٹھی پیس لیں. اب ان مسالوں کو گھی میں بگھار دیکر خوب بھونیئے. اب لوکی کاٹ کر اس میں ڈال دیں جب اچھی طرح گل جائے تو دھیمی آنچ پر چھوڑ دیں چکنا چھوڑنے پر چولھے سے اتار لیجئے۔

**لوکی کی کھیر :-** کدو کو چھیل کر کدو کش کر لیجئے، خوب گاڑھا دودھ لے کر چولھے پر کھولنے کے لئے رکھ دیں جب کھولنے لگے تو کدو کش کیا ہوا کدو ڈال دیجئے گاڑھا ہو جانے پر اتار لیں، کیوڑہ اور ہوائیاں چھڑک کر نوش فرمائیں

**لوکی کے پتے :-**

لوکی کے پتوں کو خوب باریک کتر لیں. پیاز کا بگھار دے کر کترے ہوئے پتوں کو ڈال دیں اور نمک چھڑک دیں، اگر مرچ ڈالنا چاہیں تو سُرخ مرچ کتر کر ڈال دیں. لیکن بچوں کو بغیر مرچ کا دیجئے۔

———